قصیدہ در تہنیت سالگرہ

و مدح بندگانعالی حضور پرنور آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمان فرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ

گلشن دہر مین ہے فصل بہاری کا گزر — قابل دید ہوا باغ جہان کا منظر

جوش مین آکے چہکتے ہین عنادل ہرسو — گل چہکتے ہین لہکتا ہی کہین سبزۂ تر

ہو نہ بیدار کہین سبزۂ خوابیدۂ باغ — چلتی ہے آج دبے پاؤن یہان باد سحر

اک زبان کہتے ہین سب کچھ نہین مخمل کی بساط — سب کی آنکھون مین کہبا جاتا ہی یون سبزۂ تر

نام کو بھی تو نشان خشک درختون کا نہین — فیض قدرت سے ہوا جاتا ہی ہیزم اخضر

پھول جو کھلتا ہے نرگس کی نگہ پڑتی ہے — ق — آڑ کر لیتے ہین پتے کہ نہ لگ جائے نظر

چشم بدبین کا نہین خوف یہان کچھ بھلا — نظر بد کا شگوفون پہ بھلا کیا ہو اثر

آتش عارض گل بڑھ کے جلا دیتی ہے — دل عنادل کے ہین اسپند تو تھالے مجمر

شاہد فصل بہاری پہ کرین تا کہ نثار — اپنی مٹھی مین لیے بیٹھے ہین سب غنچے زر

کہین طاؤس نے ہے رنگ جمایا اپنا — رقص کرتا ہوا پھرتا ہے ادھر اور ادھر

ہے کنار لب جو مرغ خوش الحان کی قطار — بیچ نہر کے ہے جلوہ نما نیلوفر

رخ پہ لالے کے نہین داغ یہ ہی خال سیہ — اور اگر غور سے دیکھو تو یہ ہی عکس نظر

وہ پڑھون مطلع بیدار کن بستر طبع — چونک اٹھے سبزۂ خوابیدہ بھی آنکھین ملکر

مطلع

مسکرا دیتے ہین غنچے بھی صدا سن سنکر — عندلیبان خوش الحان کی غضب ہین [illegible]

ہین نواسنج طیورانِ گلستان ہرسو — وجد مین جھوم رہے ہین چمنستان کے شجر

دل اِسے دیکھ کے لہلوٹ ہوا جاتا ہی — آج سوسن کی زبان پر بھی کوئی ہی منتر

گلِ نرگس پہ نظر پڑکے نہین اُٹھتی ہے — دل کو اُلجھاتا ہے زلفون مین کہین سنبل تر

سبزہ تیو پہ نہین قطرۂ شبنم کی جھلک — ہے زمرد کا طبق اُسپہ ہین غلطان گوہر

ہے نمو صانعِ قدرت کا نمونہ دیکھو — نگران سبزۂ نوخیز بھی ہے بڑھ بڑھ کر

مطلع — تخم بوتے ہی وہ اُگ آئی ہے برگِ شجر — ابھی غنچہ ہوئی گل ۔ گل سے نکل آئے ثمر

بوئے گل اُڑکے ابھی آئے کہ ہی فصل نو — چھوڑ دو بلبلِ شیدا کو اگر کاٹ کے پر

ہے ترقی لطارت کہ خدا کی قدرت — سارے عالم کی خبر دیتا ہے اک تارِ نظر

وجہ آرایشِ بستانِ جہان اِس سی ہے — سرسری کہہ گئی آ آکے یہ بادِ صرصر

آج ہے سالگرہ اُنکی زمانہ مین سُنو — ہے جو سلطان دکن بادشہ نیک سیر

سُن کے یہ مژدۂ جان بخش ہوا سبکو سرور — اپنے جامہ سے ہوے جاتے ہین گل بھی باہر

مطلع — ساقیا جلد پلا مجھکو شرابِ احمر — لا کے لبریز مرے لب سے لگا دی ساغر

مجھکو ایسی تو پلا جس سے ہو کچھ دیر سرور — دردِ سر ہوگا پیون گا نہ برانڈی نہ بیئر

لو اُٹھا ابرِ سیہ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی — مغبچہ پیرِ مغان آئے بچھا دو منبر

خطبہ خوانی ہو کہ اِس مے کا ہی پینا مشروع — محتسب کا نہ رکھو خوف نہ قاضی کا خطر

مرے ساقی نے دیا جام کُھلا جادۂ نظم — ہان ذرا تیغِ زبان تو بھی دکھا دی جوہر

مطلع — شاہ کی سالگرہ کی جو خوشی ہے دل پر — مسکراتا ہوا پھرتا ہے ہر اک فرد بشر

کون ہے جسنے کہ اظہار مسرت نہ کیا — اسمین کیا شبہ کہ یہ جشن ہوا ہے گھر گھر

دن مین دو پیسے کا بڑھیا نے جو چرخہ کاتا — دو چراغ اُسنے بھی روشن ہی کیے ہین در پر

جلسہ رقص و سرود ایک طرف ہوتا ہے
مختصر کہنے مین بھی طول ہوا جاتا ہے
غل مبارک و سلامت کا ہر اک سمت سنو
ایک جاتا ہے اُدھر ایک اِدھر آتا ہے
روشنی کا جو سمان شب نے دکھایا آکر
شام کے نور سے عالم کو منور پاکر
چھپ گیا مہر قمر کا جو ستارہ چمکا
جھلملانے لگے افلاک کے سب سیارے
ہر روش پر کچھ عجب طرز سے روشن ہین چراغ
آسمان سے بھی زمین باغ کی ٹکر لے گی
روشنی کے یہان سو بیج وہان بارہ بیج
ٹٹیان روشنی کی مانند کیے دیتی ہین
لطف ہے باغ مین چھٹتے ہین کسی سمت انار
وہ غبارے ہین جہان سیر کسی جا پہ بلند
کہین شرماتے ہین تارونکو بھی تارا منڈل
ماہتابی سے ہوا رات کو دن کا عالم
خسرو ملکِ دکن کی ہے ثنا مدِ نظر
اے قلم سوء ادب ہے نہ سنون آج صریر
سرِ اقدس مین خیالات حکیمانہ ہین

کہین ایٹ ہوم کا جلسہ تو کسی جا ہے ڈنر
جشن کا حال لکھون گر تو بنے اک دفتر
سب ہین شادان و فرحناک خوشی ہے دلبر
ایک کرسی پہ ہے اک جلوہ نما ڈنگل پر
مطلع روز روشن نے بھی ہے شرم کی اوڑھی چادر
" پیچھے پا ہٹنے لگا روز بھی آخر کٹ کر
روشنی دیکھنے کو چرخ پہ آئے اختر
جگمگانے لگے ہر سمت درخشان لنتر
صاف ثابت ہے کہ اترے ہین فلک سے اختر
یہ بھی سرسبز ہے افلاک اگر ہین اخضر
اُس سے روشن یہان سو جھاڑ وہان ایک قمر
کہکشان ڈوب بھی پانی جو ملے پہ چینی بھر
چرخیان چھوٹتی ہین چرخ کو ہے گھن چکر
جا کے سیارۂ افلاک سے جو لین ٹکر
ہین وہ گولے جو کرین گوش سرافیل کو کر
پھلجھڑی باغ مین پھیلاتی ہے گل کی چادر
مطلع ہے سجا تارِ نظر سے جو بناؤن مسطر
اشہب فکر سنبھل دیکھ نہ لینا ٹھوکر
زیب وہ تاج کو ہوتا ہے پہ فرق انور

راے صائب سے فلاطون بھی سبق آکے پڑھے — حال مستقبل و ماضی کے لیے علم جفر
کیا کہون کیسی ہے پیشانی انور کی ضیا — سرنگون جسکے مقابل مین ہوی شمس و قمر
دونون ابرو ہین کہ محراب درِ کعبہ ہین — حق نے ہے فرض کیا جسکا تقدس ہم پر
دفترِ حسن پہ ہین صاد اگر غور کرو — چشمِ بد دور وہ آنکھین جو مروت کا ہین گھر
نگہِ لطف سے ہوتے ہین گدا مالا مال — شیر دب جائین جو حضرت کی پڑے تیز نظر
دیکھکر رعب و حشم گربہ مسکین بن جائین — سامنے آپ کے آجائین اگر شیر و ببر
دہنِ تنگ کی فرضی بھی نہین ہے تمثیل — کہکے ہمثل بھلا چپ نہ رہون مین کیونکر
نہ صفا ہے نہ ضیا آپکے دندان کی سی — آبرو جائے مقابل ہو جو سلکِ گوہر
لب وہ اعجاز نما جس سے کہ عیسی حیران — جسپہ ہر وقت رہا کرتا ہے شکر داور
دیکھ لے حسن خداداد کو اک بار اگر — دلِ یوسف بھی پھنسے چاہ ذقن مین آکر
ہے گلو نور سے معمور اگر غور کرو — صدر وہ جو کہ ہے گنجینۂ پُر علم و ہنر
دستگیری کے لیے دست مبارک وا ہین — کُھلتے ہین ناخن تدبیر سے عقدے اکثر
پھر لکھون مطلع خورشید سے بہتر مطلع — پائے اقدس پہ ہین آنکھون کو ادب سے ملکر
سر جھکائے در دولت پہ سدا وقتِ سحر — (مطلع) — ہے پئے تسلیم چلا آتا ہے شاہ خاور
لوگ کہتے ہین جسے ظلِ خداوند قدیر — حیدرآباد پہ وہ شاہ ہے سایہ گستر
چونکہ پیارے ہین ہر اک شخص کو اعلیحضرت — سب رعایا دل و جان سے ہی فدا حضرت پر
ہے وفادار رعایا کی وفا تیغ تری — دوشِ انور پہ مزین ہی دعاؤن کی سپر
سب رعایا خوش و خرم ہے نہین کچھ تکلیف — امن و آسایش و آرام کا یہ ملک ہے گھر
ہو گئے حاسد و نمام یہان سے مفقود — نہ رہا نام کو بھی ملک مین اک بانی شر

گرگ و بز ایک ہی گھاٹ آنکے پینگے پانی ۔ باز و کنجشک رہین ایک جگہ ہو نہ خطر
روح کسریٰ بھی اِسے دیکھ کے خوش ہوتی ہی ۔ خسرو ملکِ دکن ہے وہ عدالت گستر
بادبانِ عدل کا گر ہے تو اسی کا دامن ۔ زورقِ معدلت و نصفت و حق کا لنگر
فخر سے آئینہ بردارِ حضور ہو جاتا ۔ آپ کے وقت مین ہوتا جو کہین اسکندر
دیکھکر قصرِ معلی کو ہر اک حیران ہے ۔ آئینہ خانہ بنا دیتا ہے سب کو ششدر
چار مینار تو ہین عرش سے باتین کرتے ۔ مکہ مسجد مین ہوا کرتا ہے ذکرِ داور
بے محل یہ نہین ۔ بے شک ہی یہ جو محلا ۔ شش جہت مین تو نہ ہوگا کوئی اسکا ہمسر
ایک کا رات کو پہرہ ہی تو اک کا دن کو ۔ تیری ڈیوڑھی کے ہین دربان سے شمس و قمر
سب امیرانِ اُلوالعزم ترے حلقہ بگوش ۔ جمع رہتے ہین شب و روز درِ دولت پر
کس کا مداح بنون ایک سے ہی اک افضل ۔ کسکی تعریف کرون ایک سے ہی اک بہتر
افتخار الامرا فخرجہان **فخرالملک** ۔ کوئی بہرامِ فلک قدر کا یہان ہی ہمسر
قوتِ ملکِ دکن ۔ **شاہ** کو ہین دل سے عزیز ۔ اس ریاست کے ہی خواہ امیر اکبر
کوئی محبوب ہوا شہ کا **نظام الدولہ** ۔ نگہِ لطف سے ہے جنگ کا کوئی افسر
مدح سلطان سے کدھر ذہن ترا جا پہنچا ۔ جائے آداب ہی ہشیار ہو بس ای یاور
جوش مین آکے ابھی رزم کا نقشہ کھینچون ۔ تو جو شمشیرِ قلم اپنے دکھا دے جوہر
مطلع
مرے ممدوح کے قبضہ مین جو ہی تیغ دوسر ۔ اُسکے قبضہ مین اُسی طرح سے ہی فتح و ظفر
دیکھکر جاہ و حشم کا دِ زمین دبی ہے ۔ خوف سے کانپتا ہے مہرِ فلک بھی تھر تھر
رُعب کھتے ہین اِسے جاتی ہین جب بہر شکار ۔ اپنے آگھر مین دبک جاتے ہین سب ضیغم نر
شیر دل شیر فگن ۔ بحرِ شجاعت کا نہنگ ۔ کوئی دنیا مین نہین ایسا بہادر صفدر

بادشاہان جہان آپ کے ہوں باج گزار ۔۔۔ ملک گیری کے لیے باندھ لیں گر آپ کمر

زیب ہے تیرے لیے خلق کی شاہنشاہی ۔۔۔ ہے ترا مور و ملخ سے بھی زیادہ لشکر

زنگیوں کا وہ رسالہ ہے کہ ماشاءاللہ ۔۔۔ جسمین ہر ایک جوان پیل دمان ضیغم نر

میسرم کی ہے وہ پلٹن کہ نہین جسکی نظیر ۔۔۔ فوج افغان مین جوانمرد سپاہی یکسر

وہ عرب جنکی شجاعت مین نہین کچھ پس و پیش ۔۔۔ دفتر فوج کو جو دم مین کرین زیر و زبر

توپخانہ مین وہ توپین جو ہین بے مثل جہان ۔۔۔ اُنکے گولے ہین وہ گولے جو کرین کوہ مین در

گولکنڈہ کی ہے وہ قلعہ شکن فوج حضور ۔۔۔ جسمین ہر ایک جری شیر- بہادر صفدر

افسر فوج ظفر موج ہوے افسر جنگ ۔۔۔ وہ بہادر کہ ملا جسکو خطاب ہژبر

الغرض جمع ہین استاد ہر اک فن کے یہان ۔۔۔ نہ کمی یان ہے کسی کی نہ کسی مین ہے کسر

سیکڑون کوس سے لوگ آئے ہوئی قدر یہان ۔۔۔ ذات ہے حضرت اقدس کی مسافر پرور

ناز ہے جسپہ سخاوت کو یہ ایسا ہے سخی ۔۔۔ حاتم وقت ہے یہ بادشہ نیک سیر

چار دینار کا سائل نے کیا آ کے سوال ۔۔۔ لے گیا آپ کے دربار سے دامن بھر کر

آستانے کو ترے دیکھ کے سمجھے یہ رمز ۔۔۔ ہم زمانے مین سُنا کرتے تھے پارس پتھر

اب مین اس جا سے نہ جاؤن گا نہ جاؤنگا کہین ۔۔۔ نہ اُٹھے گا نہ اُٹھیگا در دولت سے یہ سر

نہ مددگار ہے میرا نہ کوئی ساعی ہے ۔۔۔ میری تقدیر ہے یا آپکی رحمت کی نظر

کس کا مداح بنا فخر نہ کیونکر ہو اُسے ۔۔۔ دیکھو یاور کا مقدر بھی ہوا ہے یاور

ذلہ خوارون مین بس اب اسکا بھی لکھ جائیگا نام ۔۔۔ سچ ہے اللہ شکر خورے کو دیتا ہے شکر

آرزو ہے کہ ہو مقبول مجیب الدعوات ۔۔۔ ختم کرتا ہے قصیدہ کو دعا پر یاور

رہے سرسبز سدا کشت دکن یا اللہ ۔۔۔ مزرعہ ملک دکن مین نہ خزان کا ہو گزر

میر محبوب علی خلق مین ہون شاہنشاہ — کج کلاہان جہان حلقہ بگوش و چاکر

نیّرِ جاہ و جلالت کو ترقی ہو نصیب — دن بہ دن آپ کے اقبال کا چمکے اختر

خضر کی عمر عطا آپ کو اللہ کرے — آپ اِس ملک پہ تا حشر ہون سایہ گستر

بارگاہِ شہِ ذیجاہ کا رتبہ ہو بلند — جبہہ سائی درِ دولت پہ کرین شمس و قمر

ہون عدو آپ کے ہر جا پہ ذلیل و رسوا — بھیک مانگے نہ ملے ٹھوکرین کھائین در در

خیر خواہانِ دکن شاد و فرحناک سدا — آپ کے سایۂ اقدس مین رہین شام و سحر

ہفت اقلیم کا اللہ کرے شاہنشاہ — ہو سلیمان کی طرح زیرِ نگین ہر کشور

دعاگوی دولت ابدمدت

مرزا محمد بہادر یاؔور

قطعۂ تاریخ

تینتیسوان جو سال ہمایون ہے شاہ کو — سب نے خوشی مین اُسکی بڑی دھوم دھام کی

یاؔور نے صاف مصرعِ تاریخ کہہ دیا — ہر اک ہے شاد سالگرہ ہے نظام کی

۱۸۹۸ع

مطبوعۂ

مفید الاسلام پریس

حیدرآباد